۸۔ سیتا

شفیق فاطمہ شعریٰ

پہلی بات : اسلام نے عورتوں کو وہ حقوق عطا کیے ہیں جو اس سے پہلے انھیں حاصل نہیں تھے۔عورت ماں، بہن، بیٹی اور بیوی، ہر حیثیت میں ہمارے لیے قابلِ احترام ہے۔علامہ اقبالؔ نے بھی کہا ہے کہ ”وجودِ زن سے ہے تصویرِ کائنات میں رنگ“ ہندو مذہب کی مشہور کتاب ’راماین‘ میں سیتا کا کردار ایک پاکباز بیوی کی حیثیت سے سامنے آتا ہے۔ذیل کی نظم میں سیتا کے کردار پر ایک نئے زاویے سے روشنی ڈالی گئی ہے۔شعریٰ نے اسے تانیثی نظریے کی روشنی میں دیکھا اور ایک عورت کے جذبات کی عمدہ عکاسی کی ہے۔
تانیثی نظریے سے مراد ہے عورتوں کے تمام مسائل کو عورتوں کے تصورات و خیالات کے مطابق دیکھنا، سمجھنا اور ان کا حل تلاش کرنا۔

جان پہچان : شفیق فاطمہ شعریٰ ۱۷/مئی ۱۹۳۰ء کو ناگپور میں پیدا ہوئیں۔ابتدائی تعلیم انھوں نے گھر پر حاصل کی۔بی اے کا امتحان عثمانیہ یونیورسٹی، حیدرآباد اور ایم اے کا امتحان ناگپور یونیورسٹی سے پاس کیا۔اورنگ آباد اور حیدرآباد میں تدریس کے فرائض انجام دیے۔شعریٰ نے ابتدا میں انگریزی نظموں کے منظوم ترجمے بھی کیے۔وہ بنیادی طور پر نظم کی شاعرہ ہیں۔ان کی بیشتر نظموں کا مرکزی خیال انوکھا اور اسلوب منفرد ہے۔شعریٰ کی نظموں میں اسلامی تاریخ اور قرآنی واقعات کے حوالے بھی ملتے ہیں۔انھوں نے موجودہ زمانے کے تہذیبی اور سیاسی مسائل کو بھی اپنی نظموں میں پُراثر انداز میں پیش کیا ہے۔’آفاقِ نوا‘ اور ’گلۂ صفورا‘ ان کے شعری مجموعے ہیں۔’سلسلۂ مکالمات‘ کے نام سے شعریٰ کا کلیات شائع ہو چکا ہے۔۱۳/اگست ۲۰۱۲ء کو ان کا انتقال ہوا۔

ترا نام لے کر سحر جاگتی ہے ترے گیت گاتی ہے تاروں کی محفل
تری خاکِ پا ہند کا رازِ عظمت تری زندگی ، میرے خوابوں کی منزل
کہانی تری سن کے تھرا اُٹھی میں دھڑکنے لگا زور سے پھر مرا دل

وہ پیہم سفر ، وہ حوادث کے طوفاں وہ پیروں میں چھالے ، وہ ہنستی نگاہیں
کبھی دل کو غربت میں بہلائے رکھنا کبھی دیس کی یاد میں سرد آہیں
رہی سالہا سال تو جادہ پیما یہ دھن تھی کہ طے ہوں ریاضت کی راہیں

مگر آزمائش تھی کچھ اور باقی ابھی سامنے اور بھی امتحاں تھے
اسیری پھر اک راکشس کی اسیری بہت دور تجھ سے ترے پاسباں تھے
تری پاک فطرت مگر اک سپر تھی ترے سامنے راکشس ناتواں تھے

اُٹھے پھر ترا نام لے کر جواں کچھ — جری ، حوصلہ مند ، سچے جیالے
ہلا ڈالے ایوان اک سلطنت کے — ترے پاسباں تھے بڑی آن والے
تری واپسی کررہی تھی یہ اعلان — کہ مٹتے نہیں ظلمتوں سے اُجالے

سہے جو ستم ، بن گئے سب فسانہ — تلافی کا اب آرہا تھا زمانہ
ہوئی ، آہ ، لیکن یہ کیسی تلافی — دوبارہ ملا جنگلوں میں ٹھکانا
صلیب ایک باقی تھی جو ماتا کی — اسے بھی تو لازم تھا تنہا اُٹھانا

عجب ہیں یہ اسرارِ وصل و جدائی — کہ منزل کو پاکر بھی منزل نہ پائی
یہ کیسا ستم تھا کہ عفت کی دیوی — ثبوت اپنی عفت کا دینے کو آئی
وہ شعلے کی مانند شعلوں سے گزری — وہ بجلی سی بن کر زمیں میں سمائی

خلاصہ : شاعرہ نے اس نظم میں سیتا کی عظمت کی کہانی سنائی ہے۔ ہندوستان میں سیتا کا اتنا احترام کیا جاتا ہے کہ ہندو صبح شام ان کا نام لیتے رہتے ہیں اور ان کی تقلید کو اپنے خوابوں کی تعبیر سمجھتے ہیں۔ جب شاعرہ نے سیتا کے حالات سنے تو وہ گھبرا گئیں۔ انھیں پتا چلا کہ سیتا کی زندگی کا بڑا زمانہ سفر کی تکلیفوں میں گزرا۔ انھیں گھر سے بے گھر ہونا پڑا۔ طرح طرح کی آزمائشوں سے وہ گزریں۔ لنکا کے راجا راوَن نے ان کا اغوا کرکے انھیں قید کردیا مگر سیتا کی ہمت نہ ڈگمگائی۔ انھیں راوَن کی قید سے آزاد کرنے کے لیے ان کے شوہر رام چندر جی نے ایک فوج کے ساتھ راوَن پر حملہ کردیا اور اسے شکست دی۔ سیتا اس قید سے چھوٹ کر اور چودہ برس جنگل میں گزار کر اپنے گھر آئیں مگر یہاں بھی ان کے لیے ایک آزمائش تیار تھی۔ یہاں ایک عام آدمی کی ضد پر ان کی عزت اور پاکیزگی کا ثبوت مانگا گیا۔ انھیں آگ سے زندہ گزرنا پڑا۔ ایسی حالت میں سیتا نے دعا کی چنانچہ زمین پھٹ گئی اور سیتا اس میں سما گئیں۔

معانی واشارات

پیہم	متواتر، پے در پے، لگاتار	راکشس	دیو، شیطان مراد لنکا کا راجا راوَن
حوادث	حادثہ کی جمع، واقعہ، سانحہ، صدمہ	جری	نڈر، بہادر، شیر دل
غربت	بے وطنی، مسافرت	ایوان	محل
جادہ پیما	راستہ چلنے والا	تلافی	اچھا بدلہ
ریاضت	سخت عبادت	صلیب اُٹھانا	مصیبت برداشت کرنا
اسیری	قید	اسرار	سِر کی جمع، بھید، پوشیدہ باتیں
سپر	ڈھال، آڑ، مددگار	عفت کی دیوی	پاکیزگی کی دیوی مراد سیتا

* **نظم کا بغور مطالعہ کیجیے اور ذیل کی سرگرمیوں کو ہدایات کے مطابق مکمل کیجیے۔**

۱۔ 'جان پہچان' کے حوالے سے شاعرہ کے تعارف کا رواں خاکہ مکمل کیجیے۔

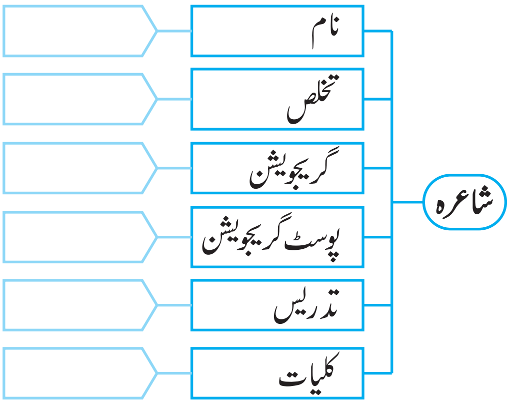

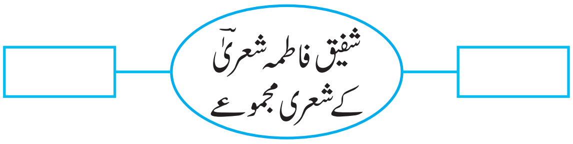

۲۔ سیتا کے نام اور کام سے متعلق شاعرہ کے احساسات کو قلم بند کیجیے۔

۳۔ اُس رزمیہ داستان کا نام لکھیے 'سیتا' جس کا اہم کردار ہے۔

۴۔ نظم کے واقعات کو ترتیب سے لکھیے۔

۵۔ نظم کی روشنی میں سیتا کا کردار بیان کیجیے۔

۶۔ راکشس کے خلاف لڑنے والوں کی خصوصیات لکھیے۔

۷۔ نظم کے مطابق سیتا نے جن مصیبتوں کو جھیلا، ان کا اظہار کرنے والے اشعار نقل کیجیے۔

۸۔ بن باس کے دوران سیتا کی حالت بیان کیجیے۔

۹۔ نظم سے اپنے پسندیدہ بند کا مفہوم واضح کرکے پسندیدگی کی وجہ لکھیے۔

۱۰۔ 'ممتا کی صلیب' کا مفہوم واضح کیجیے۔

۱۱۔ نظم میں سیتا کے لیے جو القاب استعمال کیے گئے ہیں، انھیں لکھیے۔

* **ذیل کے ہم معنی الفاظ نظم میں تلاش کیجیے :**

بے وطنی ، عبادت ، پے در پے ، محافظ ، بہادر ، کمزور ، گھڑا ہوا قصہ ، راز

* **ذیل کے شعروں کی استحسانی وضاحت کیجیے۔**

۱۔ اسیری پھر اک راکشس کی اسیری
بہت دور تجھ سے ترے پاسباں تھے

۲۔ عجب ہیں یہ اسرارِ وصل و جدائی
کہ منزل کو پا کر بھی منزل نہ پائی

* **ذیل میں دیے ہوئے بیانات پڑھیے اور ان سے متعلق شعر ڈھونڈ کر لکھیے۔**

۱۔ چودہ سال کے بن باس کے دوران یہ کوشش رہی کہ یہ امتحان کے دن گزر جائیں۔

۲۔ پاکیزگی ہی ڈھال رہی۔ اس صفت کے آگے ظالم بھی کمزور تھے۔

۳۔ ماں کی ممتا ہر مصیبت کو تنہا برداشت کر لیتی ہے۔

۴۔ اگنی پریکشا سے گزر کر زمین میں زندہ دفن ہوگئیں۔

اضافی معلومات

نشاط النساء بیگم

(ولادت : ۱۸۸۵ء – وفات : ۱۸؍ اپریل ۱۹۳۷ء) مولانا حسرتؔ موہانی کی اہلیہ تھیں۔ ان کے والد کا نام سیّد بشیر موہانی تھا جو رائے پور (ریاست حیدرآباد دکن) میں ہائی کورٹ کے وکیل تھے۔ زمانۂ طالب علمی میں مولانا حسرتؔ موہانی سے ان کی شادی ہوگئی۔ ۱۹۰۸ء میں جب انگریزی حکومت نے حسرتؔ موہانی کو 'اُردوئے معلّی' میں اپنی مخالفت میں مضمون کی اشاعت پر گرفتار کرکے جیل بھیج دیا تو نشاط النساء بیگم نے نہایت صبر و استقلال کا مظاہرہ کرتے ہوئے ہر طرح کی تکلیف برداشت کی۔ گھریلو اُمور کی انجام دہی کے علاوہ حسرتؔ موہانی کے مقدمات کی پیروی بھی کرتی رہیں۔ وہ آل انڈیا کانگریس کی ورکنگ کمیٹی کی رکن بھی تھیں۔